# ماہِ محرم اور شہادت حسینؓ

مناسب تو یہ تھا کہ یہ مضمون آئندہ نمبر میں شائع کیا جاتا، لیکن افسوس یہ ہے کہ یکم مارچ ۱۹۳۹ء (جو رسالہ کی تاریخ اشاعت ہے) عشرۂ محرم گذر جانے کے بعد پڑے گی، اور ڈاکخانے کے قواعد کی پابندی کی وجہ سے ہم اس سے پہلے رسالہ شائع نہیں کرسکتے اس لئے مجبوراً اسی نمبر میں شائع کرنا پڑا۔ ناظرین اسے بغور ملاحظہ فرمائیں اور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں واللہ الموفق۔ (مدیر)

(از مولوی امام الدین صاحب مظفر نگری کرپالوی متعلم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

ہر وہ قوم جو دنیا میں عزت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتی ہے اور اپنے آپ کو ترقی کے اعلیٰ مدارج پر دیکھنا پسند کرتی ہے۔ اس کا ہمیشہ سے یہ طریقہ اور دستور چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے ہمعصروں سے سبقت لیجانے اور ترقی یافتہ قوموں کے دوش بدوش چلنے میں مختلف قسم کے ذرائع کو اپنے لئے لائحہ عمل بناتی ہے۔ اگر ایک طرف اپنی مالی حالت کو درست کرنے کے لئے تجارت کو ترقی دی تو دوسری طرف اپنی ہمسایہ قوم کو علم وفضل کے ذریعہ مرعوب کیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اسلاف کے کارہائے نمایاں کو دنیا کے سامنے ایک ایسی صورت میں پیش کرتی ہے۔ جس سے مخالفین کے سامنے اپنی زندہ دلی کا ثبوت پیش کرنا ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ایسی نہیں ہیں جو کسی خاص جماعت یا خاص قوم سے تعلق رکھتی ہوں بلکہ دنیا کی تمام قوموں میں ان چیزوں کا اثر پایا جاتا ہے۔ انھیں میں مسلمان بھی ہیں۔ ہاں وہ مسلمان قوم جو دنیا کو قعر مذلت سے نکالکر راہ راست پر لانے اور ترقی کے انتہائی مدارج پر پہنچانے کی غرض سے پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ اس پر ایک ایسا وقت بھی گذرا ہے جبکہ اس نے اپنے اصلی مقصد میں نمایاں ترقی حاصل کی اور تمام دنیا کو اپنے سامنے جھکا دیا تھا۔

مگر افسوس اب یہی مسلمان ہے جس کیلئے ترقی کے تمام راستے بند ہیں نہ تجارت ان کے ہاتھ میں نہ علم وفضل میں کچھ مہارت، سوائے اس بات کے کہ اپنے اسلاف کے زرین واقعات بطور افسانہ پڑھکر دل خوش کرلیں اور بس۔ اسقدر بے پروائی سے کام کر جاتے ہیں جس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا مثلاً جب ہم اپنے اسلاف کے واقعات کو بیان کرتے ہیں تو کہیں پر افراط اور تفریط سے کام لیتے ہیں اور کہیں پر سکوت۔

اسی ماہ محرم ہی کو لے لیجئے جو تقریباً پندرہ روز کے بعد شروع ہونے والا ہے۔ غور کیجئے مسلمان اس کی پہلی دس تاریخوں میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی یاد تازہ کرنے میں کسقدر غلط رسومات کو رواج دیتے ہیں جن کا ثبوت نہ قرآن وحدیث میں ہے اور نہ کسی امام نے اس کی اجازت دی۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے افسوسناک اور جگر سوز حادثہ نے انسانوں کے دلوں پر بہت گہرا اثر کیا۔ لیکن اگر شہدائے اسلام کی یاد ہی تازہ کرنی ہے۔ اور ان کی موت کو یاد کرکے رونا ہی ہے تو پھر یہ کسقدر بے انصافی کی بات ہے کہ مسلمان ہر سال صرف اسی ایک حادثہ کی یاد تازہ کریں حالانکہ اسلام کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے بعض واقعات تو ایسے ہیں کہ

ان کو اگر تعصب کی پٹی آنکھوں سے دور کر کے دیکھا جائے تو ایک حقیقت بیں اور درد مند انسان کی نظر میں واقعہ کربلا سے زیادہ حسرتناک معلوم ہوں گے۔ اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

مسلمانو! انصاف کی نظر سے دیکھو۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچو اور بتلاؤ آیا وہ شخص زیادہ مظلوم ہے جس نے نہ فوج کو لڑائی کیلئے تیار کیا ہو اور نہ میدان جنگ کی طرف چلا ہو بلکہ اپنے گھر میں خاموش بیٹھا ہوا اللہ کی یاد کرتا ہو۔ پھر ایسی حالت میں دشمنوں نے مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہو۔ اور باہر نکلنا بھی اس کے لئے دشوار ہو اسی پر اکتفا نہیں بلکہ باہر سے کھانے پینے کا سامان بھی بند کر دیا اب اس سے پوچھیے جس کے پاس نہ پانی نہ اور کوئی ضرورت کی چیز۔ لیکن پھر بھی صبر و سکون کے ساتھ یاد الٰہی میں مشغول ہو اور پھر اچانک اس بیچارگی کی حالت میں زہر آلود تلوار سے اس پر حملہ کر کے اس کو دنیا سے ہمیشہ کیلئے رخصت کر دیا جائے یا وہ شخص اس سے زیادہ مظلوم ہے جو میدانِ کارزار میں معہ اپنے اہل و عیال کے برسرپیکار رہو اور دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوا دفعتاً دشمنوں کے نرغہ میں آ کر شہید کر دیا جائے۔

غالباً آپ کی عقل سلیم اس شخص کی مظلومیت کو زیادہ اہم خیال کرے گی جو پہلی حالت میں مقتول ہو۔ اور دوسری صورت کی مظلومیت بمقابلہ اس کے کم ہوگی پس آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت دوسری صورت میں ہوئی ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پہلی صورت سے متعلق ہے آپ کو بلوائیوں نے بہت سخت صدمات پہنچائے مکان کا محاصرہ کیا باہر سے پانی کا جانا موقوف کر دیا پھر اچانک ایک دشمن نے آ کر ایسی حالت میں جبکہ آپ قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کی تلاوت فرما رہے تھے بے رحمانہ انداز میں آپ کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو وقت صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ عین نماز کی حالت میں دفعتاً ابو لؤلؤ نے برچھے سے حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا جس کی وجہ سے آخر آپ کی روح ملا اعلیٰ کی طرف پرواز ہی کر گئی۔ کیا آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ نہیں سنا کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کی نعش کی کیسی بے حرمتی کی گئی۔ آپ کا سینہ چیر کر کلیجہ نکالکر چبایا گیا۔ آپ کے کان اور ناک کاٹ کر چہرہ بگاڑ دیا گیا۔ جسے دیکھکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دل بھر آیا۔ لیکن نوحہ نہیں کیا اور نہ اس طرح واویلا کیا جس طرح آجکل لوگ حضرت امام حسین رضہ کی شہادت پر ہر سال محرم میں کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ حضورؐ کے ساتھ نسبی رشتہ سے قطع نظر کرتے ہوئے حق کی حمایت میں مظلومانہ طور پر مقتول ہونے کی حیثیت سے حضرت امام حسینؓ کی شہادت میں وہ کونسی ندرت اور انوکھی خصوصیت ہے جس کیلئے مسلمان اس قدر خلاف شرع اودھم مچاتے ہیں۔ اور جس پر مرثیہ پڑھنے کے لئے سال بھر تک مشق کی جاتی ہے۔

میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی طرح دیگر شہداءؓ پر بھی نوحہ خوانی کی جائے۔ یا ان جان نثارانِ اسلام اور فدایانِ حق و صداقت کو بالکل ہی بھلا دیا جائے۔ حاشا و کلا۔ بلکہ میرا یہ مقصد ہے کہ اس طرح بزدلانہ

اور نامشروع طریقہ پر رونے چلانے کے بجائے ان کے جیسی ہمت، جرأت، جانبازی اور جان نثاری کا جذبہ پیدا کریں۔ باطل کو مٹانے اور حق کو زندہ رکھنے کے لئے اپنی جان کو قربان کردینا اپنی سعادت سمجھیں۔ کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہوجانے پر مسلمان عورتیں بھی اس قسم کی لغو حرکتیں نہیں کرتی تھیں۔ چہ جائیکہ مرد اور وہ بھی جماعت کی جماعت ملکر گلی گلی چلاتے پھریں۔ مسلمانو! میں سچ عرض کرتا ہوں کہ حضرت امام حسینؓ جیسا بہادر اور مرد حق تمہاری اس نامردانہ حرکت سے کبھی بھی خوش نہیں ہوگا۔ اگر خدا کے سامنے ان سے اس معاملہ میں پوچھا گیا تو وہ صاف فرما دینگے کہ خدایا میں ان سب سے بیزار ہوں۔ شیعوں کے یہاں جو کچھ ہوتا ہے اس کو تو چھوڑیئے۔ حسرت تو ان سُنّیوں پر ہے جو اپنے کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد اور مذہب حنفی کا پابند کہتے ہیں وہ بھی اس رسم میں پوری پوری شرکت کرتے ہیں اور ثواب دارین کا کام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس کا ثبوت خود ان کی کتابوں میں بھی کچھ نہیں ہے۔ تعزیہ بنانے اور اس کو گلی گلی گھمانے کی رسم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ایک ہزار سال کے بعد تیمور لنگ بادشاہ کے زمانے میں پیدا کی گئی۔ تمام ائمہ اس کے خلاف ہیں۔

پس حنفی بھائیو اللہ کا خوف کرو اور اس تعزیہ داری کی رسم کو چھوڑ دو ورنہ اللہ کے یہاں سخت پکڑ ہوگی۔ جو مولوی تمہیں مالیدہ اور کھچڑا کھانے کیلئے اس کو جائز بتاتے ہیں وہ خدا کے یہاں کچھ کام نہ آئیں گے۔

مسلمانو! یاد رکھو کہ نوحہ کرنا، غم میں سیاہ لباس پہننا، امام حسینؓ کی نذریں ماننا۔ مالیدہ چڑھانا۔ اللہ کے سوا کسی کے نام کی سبیلیں کھولنا، یا حسینؓ کے نعرے لگانا شرعاً ممنوع ہیں۔ پس مسلمان بھائیو سوچ لو کہ اب ہمارے سامنے ایک طریقہ تیمور لنگ کا ایجاد کردہ ہے اور دوسرا راستہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ جس سے ہم کو زیادہ محبت ہو اسی کا راستہ اختیار کریں۔ چاہے تیمور لنگ کی جاری کردہ رسم کو رواج دے کر عذاب اخروی کے مستحق بنیں اور چاہے پیغمبر کی راہ اختیار کرکے فلاح دارین حاصل کریں۔ ان دونوں میں جو پسند ہو اختیار کیجئے۔ من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔

ہاں یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ محرم کے مہینہ میں رسول خدا کے اس فرمان کے سوا کچھ ثابت نہیں کہ محرم کی نویں، دسویں تاریخ کو روزہ رکھا جائے۔ رسولخدا نے دسویں محرم کو روزہ رکھا اور فرمایا اگر میں آئندہ زندہ رہا تو نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھونگا۔ ان روزوں کی فضیلت میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص عاشورہ (۱۰ محرم) کو روزہ رکھیگا اس کے ایک سال گذشتہ کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ ممکن ہے کہ بعض جاہل اور ناواقف مسلمان یہ خیال کریں کہ چونکہ امام حسینؓ کی شہادت ۱۰ محرم کو ہوئی ہے اسواسطے روزہ کا حکم ہے ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جب رسول خدا مکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ جب ان سے روزہ رکھنے کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے کہا کہ اس دن رب العالمین نے ہمارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی تھی اس خوشی میں ہم یہ روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اب تو ہم زیادہ حقدار ہیں لیکن یہودیوں کی مخالفت کے خیال سے فرمایا آئندہ سال دو روزے رکھونگا۔